میمن* میں عزاداری

سید اسد حیدر زیدی☆

موضع میمن سادات، مغربی یوپی کے ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد میں واقع ایک شیعہ بستی ہے۔ یہ بجنور، نجیب آباد قومی شاہ راہ پر بجنور سے ۲۵ کلومیٹر اور نجیب آباد سے ۱۴ کلومیٹر اور درگاہ نجف ہند جوگی پورہ سے ۲۴ کلومیٹر دور ہے۔

اس بستی کے مورث اعلیٰ سید شاہ اشرف علی الواسطی نے اس کو ۱۳۸۸ء میں بعہد سلطان فیروز شاہ تغلق آباد کیا تھا۔ سادات زیدی الواسطی سید ابوالفرح واسطی کی نسل سے ہیں جو عراق کے شہر واسط میں رہتے تھے اور اسی کی رعایت سے واسطی کہلاتے تھے۔ حضرت زید شہید کے چھوٹے صاحبزادے جناب محمد عیسیٰ کے پوتے علی کو خلیفہ مامون رشید نے واسط کا گورنر مقرر کیا تھا۔ مامون کی موت کے بعد واسط ایک خود مختار ریاست کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اُنہی علی کی آٹھویں پشت میں ابوالفرح والیٔ واسط تھے۔ جب سلطان محمود غزنوی ہندوستان پر حملوں کے لیے اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کر رہا تھا لیکن مطمئن نہیں تھا اس وقت اسے خواب میں بشارت ہوئی کہ ابوالفرح واسطی سے مدد لو۔ ادھر جناب ابوالفرح واسطی کو بھی عالم خواب میں سلطان کی مدد کرنے کا حکم ہوا۔ سلطان محمود ان سے ملا اور وہ اپنے ۱۲ بیٹوں میں سے ۱۱ کو ساتھ لے کر ہندوستان کے حملوں میں اس کے شریک ہوگئے۔ ۹۹۹ء یا ۱۰۰۰ء سے لے کر ۱۰۲۵ء یعنی سومناتھ کی فتح تک سلطان محمود غزنوی کے مددگار رہ کر آپ نے پنجاب اور سندھ وغیرہ علاقوں میں حکومت کے نظام کو درست کرنے اور اس علاقے میں فوجی بالادستی قائم رکھنے کے لیے اپنے چار بیٹوں کو ہندوستان میں ہی رہنے کا حکم دے کر باقی کو واپس واسط لے گئے اور پھر وہیں ۱۰۵۵ء میں انتقال کیا۔ ہندوستان میں انہی چار بیٹوں ۱-ابوالفرح ۲-ابوالفضائل ۳- نجم الدین اور ۴- سید داؤد کی نسلیں سادات زیدی الواسطی کہلاتی

* اس کا اظہار شروع میں ہی ضروری ہے کہ یہ مضمون اس میمن نسل سے تعلق نہیں رکھتا جو بمبئی اور اس کے قرب و جوار میں آباد ہے اور ہندوستان میں اپنی تجارتی اور کاروباری صلاحیتوں کے لیے مشہور ہے۔

☆ فیکلٹی آف انجینیرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

ہیں۔میمن کے مورث اعلی کاتعلق جناب ابوالفرح کی نسل سے ہے۔شاہ اشرف علی کے والد جناب عارف علی شاہ حضرت نظام الدین اولیاء کے ہم عصر تھے اور زیادہ وقت ان کے ساتھ دہلی میں گزارتے تھے اور وہیں پر ان کا انتقال ہوا، اور درگاہ شاہ مرداں (موجودہ جور باغ، نئی دہلی) میں ان کا مزار ہے۔ ان کے انتقال کے بعد جانشینی کے سلسلے میں ان کے تین بیٹوں میں تنازعہ ہوا اور منجھلے بیٹے سید حسین کاقتل ہوا۔ الزام اشرف علی صاحب کے سر آیا اور آپ بادشاہ فیروزتغلق کے خوف سے روپوش ہوکر گھومتے پھرتے اس مقام تک آپہنچے جہاں آج کل میمن سادات آباد ہیں۔ یہ ایک گھنا جنگل تھا جہاں کول بنجارے رہتے تھے۔ یہاں اشرف علی صاحب فقیر کے بھیس میں مصروف عبادت تھے کہ ایک دن اس علاقے کے حاکم زماں خان کے آدمیوں نے دیکھا اور حاکم کو اطلاع کی۔ حاکم نے خود آپ سے ملاقات کی اور سارا واقعہ سن کر از راہ ہمدردی آپ کو یہ علاقہ بیچ کر کے یہیں بسنے کے لیے اصرار کیا۔ آپ نے منظور کر لیا۔ اسی دوران زماں خان کے جاسوس آپ کی ریاست دھرسونواز پور واقع پنجاب سے خبر لائے کہ سید حسین کا قاتل پکڑا گیا اور آپ الزام سے بری ہیں اور بادشاہ فیروزتغلق کا انتقال ہو چکا ہے۔ چنانچہ آپ نے کچھ جنگل کٹوا کر ایک بہت بڑا مکان بنوایا جس کو گڑھی کا نام دیا گیا۔ پھر آپ وطن اہل و عیال کو لینے گئے۔ بڑے بھائی محمد نواز کے اصرار پر بھی آپ وطن میں نہ رکے اور اپنے نئے مسکن میں آکر بس گئے۔ یہاں حاکم زماں خان نے ان کی سہولت کے لیے کچھ جلاہے، کمہار اور دوسرے کاریگر قسم کے لوگ تحفے کے طور پر دیئے جن کی نسلیں آج بھی میمن میں آباد ہیں۔ آپ کی نسل میمن میں ۲ بیٹوں سید برہان شاہ اور سید علی سے چلی۔ چونکہ آپ کو اس علاقے میں امن نصیب ہوا اس لیے آپ نے اسے ''مامن'' کہا جو بعد میں کثرت استعمال سے میمن ہوگیا۔

شاہ اشرف کی بنا کردہ مسجد میں، جسے اب جامع مسجد کہتے ہیں، ان کا مزار واقع ہے اور حوض کے کنارے بنا ہوا ہے۔ اس مسجد کی حال ہی میں بڑے پیمانے پر مرمّت و وسعت جناب نواب حیدر مرحوم کی محنت و کوشش اور مؤمنین بستی کے اشتراک و تعاون سے بڑے خوبصورت انداز میں ہوئی ہے۔شاہ اشرف کی مسجد کے بعد اور بھی کئی مساجد عالمِ وجود میں آئیں اور بفضل خدا سب آباد ہیں۔

اس دور میں شیعہ قوم اپنے مذہبی رسومات کی ادائیگی اور عزاداری کے معاملے میں بہت حد تک پوشیدگی سے کام لیتی تھی۔ مثال کے طور پر فیروزتغلق کے ذاتی دستاویزات سے ایک اقتباس اس کے

۱- جناب حجۃ الاسلام سعادت حسین صاحب

۲- مولانا حافظ کفایت حسین صاحب

۳- حجۃ الاسلام کلب حسین صاحب

۴- مولانا سید محمد دہلوی صاحب

۵- سید العلماء مولانا علی نقی (نقن) صاحب

۶- حجۃ الاسلام مولانا مرتضیٰ حسین صاحب

۷- علامہ ابن حسن نونہروی صاحب

۸- علامہ سید عدیل اختر صاحب پرنسپل مدرسۃ الواعظین

۹- مولانا شمس الحسن صاحب

۱۰- حجۃ الاسلام مولانا کلب عابد صاحب

۱۱- مولانا طاہر جرولی صاحب

۱۲- حجۃ الاسلام مولانا شمیم الحسن صاحب بناری

بستی کے قابل فخر علماء جناب محمد جعفر صاحب قبلہ اور مولانا رضی حیدر مرحوم تو باوجود اپنی بیرونی مصروفیات کے وقتاً فوقتاً اہالیان وطن کو مشکور فرماتے رہتے تھے۔ آج بھی ماشاء اللہ بہت سے نوجوان سادات اور انصاری برادری کے برادران علم دین میں فارغ التحصیل ہو چکے ہیں اور بہت سے مختلف دینی مدارس میں مصروف تعلیم ہیں۔

نوحے اور سلام وغیرہ بستی کے نوجوان خود ہی کہتے اور پڑھتے تھے۔ یہاں خوش الحان پڑھنے والوں کی کبھی کمی نہیں رہی۔ شاعر حضرات میں اختر میمنوی، اظہر میمنوی اور مصطفیٰ زیدی تیغ مرحومین میں سرفہرست تھے۔ آج بھی اظہر حسنین صاحب (مقیم علی گڑھ) شاعرِ اہل بیت کی حیثیت سے ممتاز ہیں۔ سوز خوانی و مرثیہ خوانی میں ماہر حضرات میں جناب انتظار حسین مرحوم کا نام سرفہرست ہے۔ انہیں ایک بے مثال مرثیہ خواں کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ موجودہ وقت میں جناب لیاقت حسین صاحب دور دور تک مشہور ہیں۔

دیوان خانہ اور ڈاکٹر ابن حسین صاحب کے مکان پر میر ضمیر، میر خلیق، میر انیس اور مرزا دبیر کے تصنیف کردہ مراثی کی تحت اللفظ ذاکری ہوتی تھی۔ بقیہ امام باڑوں میں حدیث خوانی ہوتی تھی۔

معروف تحت اللفظ ذاکرین میں جناب علی اختر، جناب اختر عباس اور انصار رضا مرحومین کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ حدیث خوانی میں انصاری بزرگ جناب میاں جی مرحوم منفرد مقام رکھتے تھے۔

عشرۂ محرم میں پہلا جلوس ۸ محرم کو احاطے سے نکلتا، ذوالجناح سج کر پوری بستی کا گشت ختم کرتا۔ یہ جلوس دیوان خانہ پر اختتام پذیر ہوتا تھا۔ دوسرا یوم عاشورہ دیوان خانہ سے شروع ہوکر پوری بستی کے گشت کے بعد حوض پر پہنچ کر ختم ہوتا تھا۔ ان دونوں جلوسوں کی شان قابل دید تھی ایسا پُرغم اور پُر تاثیر ماحول اور بستیوں کے جلوسوں میں شاید ہی نظر آتا ہو۔

موجودہ دور میں وقت اور حالات کی تبدیلی اور پرانے لوگوں کے اب موجود نہ ہونے کی وجہ سے عزاداری کے انداز اور مجالس کی تعداد اور اوقات میں کافی تبدیلیاں رونما ہوگئی ہیں اور کثیر تعداد میں امام باڑے بھی تعمیر ہوگئے ہیں۔ آج ماشاء اللہ میمن سادات میں تقریباً پندرہ امام باڑے موجود ہیں جن میں سے کچھ کا پہلے ذکر ہوچکا ہے۔ جیسے چھتہ، دیوان خانہ، بنگلہ اور کوٹھی وغیرہ۔ ان کے علاوہ ایک امام باڑہ املی والا کے نام سے مشہور ہے۔ پہلے اس کی عمارت کچی تھی لیکن ۲۰۰۴ء میں اس کی عمارت پکی بنوائی گئی ہے۔ عاشورہ کے دن ذوالجناح اسی امام باڑے سے برآمد ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مجنوں شاہ کا امام باڑہ جگنی کا امام باڑہ، آمرو کا امام باڑہ، نوردیوں کا امام باڑہ، امام باڑہ اہل بیت، نیا امام باڑہ، اصغریہ امام باڑہ، زینبیہ، ڈاکٹر صاحب کا امام باڑہ اور ماما کا امام باڑہ وغیرہ ہیں۔

نوردیوں کا امام باڑہ ۱۹۵۹ء میں تعمیر ہوا تھا۔ انصاری برادری نے ۱۹۶۷ء میں نیا امام باڑہ اور ۲۰۰۰ء میں امام باڑہ اہل بیت بنوایا۔ ۱۹۸۰ء میں زینبیہ تعمیر ہوا جو کہ اصل میں لڑکیوں کا مدرسہ ہے جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن وہاں محرم اور اس کے علاوہ بھی زنانی مجلسیں کی جاتی ہیں۔

میمن سادات میں عزاداری شروع ہی سے ہوتی رہی ہے۔ شروع میں یہاں پر عاشورہ کے دن الاؤ دہکائے جاتے تھے اور اس کے چاروں طرف ماتم ہوتا تھا۔ باقاعدہ نوحے نہیں پڑھے جاتے تھے۔ مرثیے بھی فارسی اور عربی زبان میں ہی پڑھے جاتے تھے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں آتی گئیں۔ دیوان خانہ بننے کے ساتھ جلوس برآمد ہونا شروع ہوئے۔ جلوس میں ایک بڑا حلقہ بنا کر تاشوں اور نقاروں کے ساتھ ماتم ہوتا تھا۔ نوحے صرف امام باڑوں میں پڑھے جاتے تھے۔

بعد میں عزاداری کا انداز کچھ بدلا، جب میمن کے کچھ لوگ جو لکھنؤ اپنی تعلیم کے سلسلہ میں گئے تھے۔ وہاں انہوں نے محرم دیکھا۔ واپس آکر انہوں نے انجمن حسینیہ بنائی۔ ان میں سید ظفریاب

عباس اور سید اختر رضا کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسی زمانے سے یعنی ۱۹۳۱ء سے شبیہ ذوالجناح برآمد ہونے کی روایت قائم ہوئی۔

ذوالجناح کے جلوس میں جو نوحہ پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے:

جو نہر پہ پیاسا سوتا ہے
یہ اس کی سواری آتی ہے

محرم میں عزاداری کی شروعات چاند رات سے ہی ہو جاتی ہے۔ نماز عشاء کے بعد دیوان خانہ سے ایک جلوس نکلتا ہے جو سب امام باڑوں میں جاتا ہے۔ وہاں یہ نوحہ پڑھا جاتا ہے:

پھر چاند محرم کا نمودار ہوا ہے

آخر میں جب جلوس دیوان خانہ پہنچتا ہے تو مجلس ہوتی ہے۔ دیوان خانہ میں یہ تاریخی مرثیہ ہوتا ہے:

محرم آیا ہے اے محبو رسولؐ روتے ہیں کربلا میں

پہلی محرم سے آٹھ مردانی اور تین زنانی مجلسیں ہوتی ہیں۔ محرم کی چار تاریخ کو دیوان خانہ میں حضرت زینت کے بیٹوں سے منسوب یہ تاریخی مرثیہ پڑھا جاتا ہے:

ستاروں کی آمد ہے کالی گھٹا میں

چھ محرم کو نئے امام باڑے کی مجلس کے بعد شبیہ تابوت جناب عون و محمد برآمد کیا جاتا ہے۔ رات کو دیوان خانہ میں تاریخی مرثیہ ہوتا ہے:

اصحاب جاں نثار رسولؐ خدا کے تھے

سات محرم کو عصر کے بعد آمرد کے امام باڑے میں مجلس کے بعد شبیہ تابوت جناب قاسم برآمد ہوتا ہے اس کے بعد جلوس برآمد ہوتا ہے جو ماما کے امام باڑے میں ختم ہوتا ہے۔ اس دوران سب امام باڑوں سے اور کچھ گھروں سے بھی مندرجہ ذیل تاریخی نوحہ پڑھنے کے بعد مہندی اٹھائی جاتی ہے۔ نوحہ یہ ہے:

اس کو مجرا جو کہتی تھی رو کر
مہندی آتی ہے قاسم بنے کی

آٹھ محرم کو صبح سے شام تک کی سب مجلسیں ایک بجے سے پہلے ختم کردی جاتی ہیں۔ اسی دن گھروں میں منت کے علم برآمد کیے جاتے ہیں اور بچوں کو جن کی منت ہوتی ہے سقہ بنایا جاتا ہے۔

آٹھ محرم کا جلوس دیوان خانہ میں تاریخی مرثیوں سے شروع ہوتا ہے۔ جس میں دو تاریخی مرثیے پڑھے جاتے ہیں:

۱- کہتی سکینہ یہ تھی اب نہیں رونے کی میں

۲- جب قصد کیا نہر کا سقائے حرم نے

اس کے بعد شبیہ علم حضرت عباسؑ برآمد کیا جاتا ہے۔ تاشوں کے ساتھ جلوس احاطے پہنچتا ہے۔ وہاں پر پھر یہ دونوں مرثیے تھوڑے تھوڑے پڑھے جاتے ہیں اور شبیہ ذوالجناح برآمد ہوتا ہے۔ پھر جب جلوس احاطے کے اندر بنگلے (زنانہ امام باڑہ) کا چکر لگا کر باہر نکلتا ہے تو یہ تاریخی نوحہ پڑھا جاتا ہے:

خیمہ سے چلا رن کو جو عباس علمدار

اس کے بعد شبیہ ذوالجناح کوٹھی لے جایا جاتا ہے جہاں سب عورتیں اس کی زیارت کرتی ہیں اور علم اٹھایا جاتا ہے۔ پھر جلوس احاطے سے آگے بڑھتا ہے تو یہ تاریخی مرثیہ ہوتا ہے:

جب علمدار کو میداں کی اجازت نہ ملی

پورے جلوس کے دوران جگہ جگہ چائے کی سبیل ہوتی ہے۔ یہ چائے مٹی کے پیالوں میں پلائی جاتی ہے جنہیں سکورے کہتے ہیں۔ یہ جلوس آمرو کے امام باڑے سے ہوتا ہوا نورریوں کے امام باڑے جاتا ہے۔ اس کے بعد انجمن اصغریہ شبیہ تابوت حضرت عباسؑ برآمد کرتی ہے۔ پھر جامع مسجد کے سامنے آگ پر ماتم ہوتا ہے۔ ماتم کے بعد شبیہ تابوت مسجد میں لے جایا جاتا ہے۔ پھر انجمن حسینیہ جامع مسجد کے پاس قبرستان جاتی ہے جہاں شاہ اشرف بانیٔ میمن اور سید صادق علی، سید آغا حسن اور سید باقر رضا مرحومین کی قبریں ہیں۔ اس کے بعد جلوس املی والے امام باڑے پہنچتا ہے وہاں پر بڑے علموں کے پھریرے کھولے جاتے ہیں اور ان پر لکھا ہوا یہ تاریخی نوحہ پڑھا جاتا ہے:

سقائے سکینہ شیدائے سکینہ

یہ نوحہ وہاں موجود سب ہی لوگ پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد جلوس ڈاکٹر صاحب کے امام باڑے کی طرف بڑھتا ہے۔ بڑھتے ہوئے یہ نوحہ پڑھا جاتا ہے:

یا سیدی یا عباس

اور اس نوحے پر لوگ سر کا ماتم کرتے ہیں۔ پھر جلوس دیوان خانہ پہنچ کر ختم ہوتا ہے اور وہاں مجلس ہوتی ہے۔ نو محرم کو نئے امام باڑے میں شبیہ تابوت حضرت علی اکبر برآمد کیا جاتا ہے۔ رات میں دیوان

خانہ کی مجلس کے بعد شبیہ تابوت حضرت علی اکبر اور شبیہ جھولا حضرت علی اصغر برآمد کیا جاتا ہے۔

شب عاشورہ کو اعمال کے بعد تمام انجمنیں امام باڑوں کا گشت کرتی ہیں جہاں ان کے لیے چائے کا اہتمام ہوتا ہے۔ فجر کے وقت گشت ختم ہوجاتی ہے۔ پھر صبح کو دیوان خانہ، املی والا امام باڑہ اور کربلا میں اعمال روزِ عاشورہ ہوتے ہیں۔ اس دن سب لوگ فاقہ کرتے ہیں۔

یوم عاشورہ کا جلوس دیوان خانہ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے وہاں دو تاریخی مرثیے پڑھے جاتے ہیں:

۱- قتل کی رات کوتھی شام سے گریاں زینب

۲- آج زینب یوں کہے بھائی میرا سرور نہیں

اس کے ساتھ تاریخی ضریح نکالی جاتی ہے۔ پھر سب امام باڑوں اور بعض گھروں سے منتی ضریحیں نکالی جاتی ہیں اور ہر جگہ یہ مرثیہ پڑھا جاتا ہے: آج زینب یوں کہے......

سب تعزیے احاطے کے باہر جمع ہوتے ہیں اور وہاں سے جلوس کی شکل میں آگے بڑھتے ہیں۔ راستے میں یہ تاریخی مرثیہ پڑھا جاتا ہے:

جب قافلہ حرم کا چلا سر کھلا ہوا

جب جلوس املی والے امام باڑے پہنچتا ہے تو وہاں مجلس ہوتی ہے اور یہ مرثیہ پڑھا جاتا ہے:

آج شبیر پہ کیا عالمِ تنہائی ہے

اس کے بعد یہ تاریخی مرثیہ پڑھا جاتا ہے:

حسین جب کہ چلے بعد دوپہر رن کو

مجلس کے بعد شبیہ ذوالجناح برآمد کیا جاتا ہے اور یہ نوحہ پڑھا جاتا ہے:

گھوڑا نکل رہا ہے شہِ مشرقین کا

اس کے بعد جلوس مجنوں شاہ کے امام باڑے ہوتا ہوا چھتہ پہنچتا ہے۔ وہاں پر مجلس ہوتی ہے اور یہ تاریخی مرثیہ پڑھا جاتا ہے:

روانہ نہر لبن کو جو شیر خوار ہوا

مجلس کے بعد ایک اور تاریخی مرثیہ پڑھا جاتا ہے:

جب ہوئی ظہر تلک قتل سپاہ شبیر

یہ جلوس بڑے امام باڑے کی طرف بڑھتا ہے اور وہاں حوض کے کنارے زنجیروں کا ماتم ہوتا

ہے۔ پھر امام باڑوں کی ضریحیں بڑے امام باڑے میں رکھ دی جاتی ہیں اور باقی ۳۵، ۳۰ تعزیے ڈولا والی کربلا لے جا کر دفنا دیئے جاتے ہیں۔ وہاں پر بھی تاریخی نوحہ پڑھا جاتا ہے:

صد الوداع حسینا

اس کے بعد زیارت روز عاشورہ پڑھائی جاتی ہے۔ پھر واپس آ کر جگہ جگہ فاقہ شکنی کروائی جاتی ہے۔ رات میں سب امام باڑوں میں چھوٹی چھوٹی شامِ غریباں کی مجلسیں ہوتی ہیں پھر بڑی مجلس دیوان خانہ میں ہوتی ہے۔ مجلس کے بعد سب لوگ کربلا 'ڈولا والی' جاتے ہیں اور وہاں موم بتیاں روشن کی جاتی ہیں۔ کوٹھی اور بنگلہ میں زنانی مجالس میں بھی تاریخی مرثیے اور نوحے ہوتے ہیں اور تاریخ کے حساب سے علم اور تابوت برآمد کیے جاتے ہیں۔

میمن سادات میں ہمیشہ سے ہی بہت اچھے نوحہ خواں اور مرثیہ خواں پیدا ہوتے رہے ہیں جو اپنے زمانے میں بہت مشہور رہے ہیں۔ ماضی قریب میں اختر رضا صاحب کے لکھے اور اختر عباس صاحب کے پڑھے ہوئے نوحے بہت مشہور تھے۔

میمن کی عزاداری میں پورا میمن سادات شریک رہتا ہے۔ محرم کے دنوں میں میمن سے باہر رہنے والے بھی میمن پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آٹھ اور دس محرم کے جلوس میں قریب کی آبادیوں کے لوگ بھی شریک ہونے اور زیارت کرنے آتے ہیں۔ میمن کے اہل سنّت حضرات اور کچھ ہندو بھی اپنے تعزیے جلوس کے ساتھ ہی نکالتے ہیں۔ یہ یک جہتی کا انداز بہت کم جگہوں پر دیکھنے کو ملتا ہے۔